Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
September 30, 2026

The Impact of Moral Values on Human Life in Light of the Prophetic Seerah

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخلاقی اقدار کے انسانی زندگی پر اثرات

Ikram ul Haq
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies
Imperial College of Business Studies, Lahore
Email: profikramulhaq@gmail.com

Dr. Taiyyiba Fatima
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract

This research examines the impact of moral values derived from the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ on various dimensions of human life in the contemporary era. Although modern civilization has achieved remarkable material and technological progress, humanity continues to face moral decline, psychological distress, family disintegration, social fragmentation, intolerance, and global conflict. In this context, the Prophetic model of morality provides a comprehensive and timeless framework for individual and collective reform. Drawing upon the Qur'an, authentic Hadith collections, and classical Seerah literature, particularly Ibn Hisham's Al-Sirah Al-Nabawiyyah, this study adopts a qualitative and analytical approach to examine the practical significance of moral values such as truthfulness (Sidq), trustworthiness (Amanah), patience (Sabr), humility (Tawadu'), justice (Adl), compassion (Rahmah), and forgiveness (Afw). The study demonstrates that these values contribute to individual character development, psychological well-being, family stability, social harmony, political justice, economic responsibility, and environmental consciousness. Prophetic examples, including the Charter of Madinah, the Treaty of Hudaybiyyah, and the Conquest of Makkah, illustrate how ethical principles can guide peaceful coexistence, conflict resolution, social justice, and responsible leadership. The findings indicate that Prophetic morality is not confined to personal conduct but provides a comprehensive ethical framework for addressing contemporary social and human challenges. The study concludes that the life of the Prophet ,ﷺ described in the Qur'an as an "Uswah Hasanah" (excellent example), offers enduring guidance for individual purification, moral transformation, social reform, and civilizational development. Integrating these values into personal, familial, educational,

OPEN ACCESS
CC BY

social, economic, and public life can contribute significantly to lasting peace, human dignity, and collective prosperity.

Keywords: Seerah Nabawiyyah, Moral Values, Uswah Hasanah, Tazkiyah Al-Nafs, Social Harmony, Global Peace, Social Justice, Ethical Development

تعارف

انسانی زندگی کا اصل مقصد محض روٹی، کپڑا اور مکان کی فراہمی نہیں، بلکہ روحانی اور اخلاقی کمال کا حصول ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اسے عقل، شعور اور انتخاب کی صلاحیت عطا فرمائی، تاکہ وہ اپنے خالق کی پہچان حاصل کرے اور اس کی عبادت و بندگی کے ذریعے اخلاقی بلندیوں کو چھو سکے۔ لیکن افسوس کہ آج کا جدید دور سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے جتنا ترقی یافتہ نظر آتا ہے، اخلاقی اور روحانی حوالے سے اتنا ہی زوال پذیر ہے۔ انسان نے کائنات کو تو تسخیر کر لیا لیکن اپنے نفس کو تسخیر کرنے میں ناکام رہا۔

اس بگاڑ کی بنیادی وجہ اخلاقی اقدار سے انحراف اور مادہ پرستی ہے۔ جب انسان نے خدا سے تعلق توڑا، تو اس کا اخلاقی وجود بھی ٹوٹ گیا۔ جب انسان نے مادی ترقی کو ہی مقصدِ حیات بنا لیا، تو اس کے اندر سے ہمدردی، ایثار، رحم دلی اور انصاف جیسی صفات رخصت ہو گئیں۔ ایسے میں جب ہم تاریخِ انسانی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسی عظیم الشان شخصیت ملتی ہے جس نے نہ صرف عرب کے بدوؤں کو بلکہ پوری انسانیت کو اخلاق کا درس دیا۔

اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دنیا میں اس بنیادی مقصد کے لیے مبعوث فرمایا کہ وہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ [1]

"بے شک میں بھیجا گیا ہوں تاکہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں"۔

اس حدیثِ نبوی ﷺ سے یہ بنیادی اصول سامنے آتا ہے کہ نبوت کا بنیادی مقصد ہی اخلاقی تربیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اخلاقی عظمت کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [2]

"اور بے شک آپ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں"۔

[1] احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1421ھ، ج15، ص153
[2] القلم: 4

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
September 30, 2026

مفسرین نے "خلقِ عظیم" کی تفسیر "قرآن" سے کی ہے، یعنی آپ ﷺ کا ہر عمل، ہر بات اور ہر رویہ قرآن کا عملی نمونہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "کان خلقہ القرآن" یعنی آپ ﷺ کا خلق (اخلاق) قرآن تھا۔[3]

یہ آرٹیکل سیرتِ نبوی ﷺ کے آئینے میں ان اخلاقی اقدار کا جائزہ لیتا ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

اخلاقیات کا تصور اور سیرتِ نبوی ﷺ

اخلاق کی لغوی و اصطلاحی تعریف

اخلاق لفظ "خُلق" کی جمع ہے، جس کا مطلب عادت، طبیعت، اور اندرونی کیفیت ہے۔ لغت میں "خلق" اور "خُلق" میں فرق ہے: "خَلق" سے مراد انسان کی ظاہری ساخت اور ہیئت ہے، جبکہ "خُلق" سے مراد اس کی باطنی صفات، کردار اور نفسانی کیفیت ہے۔ اصطلاح میں اخلاق سے مراد وہ راسخ صفات ہیں جو انسان کے باطن میں پیوست ہو جائیں

اور اس کے اعمال و افعال خود بخود انہی کے مطابق صادر ہوں۔[4]

سیرتِ نبوی ﷺ میں اخلاقیات کی بنیاد

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی اخلاقیات کی بنیاد تین اصولوں پر قائم تھی:

- پہلا اصول: اللہ سے محبت اور خوف

آپ ﷺ کا ہر عمل اللہ کی رضا اور اس کے خوف سے متاثر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی عبادات، معاملات اور اخلاقیات سب میں یکجہتی تھی۔

- دوسرا اصول: انسانیت سے محبت اور ہمدردی

آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ [5]

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔

[3] مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج1، ص505
[4] اسماعیل بن کثیر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض، 1420ھ، ج8، ص250
[5] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج1، ص14

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

- تیسرا اصول: آخرت کی کامیابی کی توقع

آپ ﷺ کی اخلاقیات کا مرکز دنیا کی کامیابی نہیں بلکہ آخرت کی کامیابی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایثار، قربانی اور صبر جیسی اقدار کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اخلاقیات محض نظریاتی بحث نہیں بلکہ عملی زندگی کا وہ حصہ ہیں جو انسان کو "رحمت اللعالمین" بناتا ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی اخلاقیات کی بنیاد اللہ سے محبت، انسانیت سے ہمدردی اور آخرت کی کامیابی پر رکھے۔

انفرادی زندگی پر اخلاقی اقدار کے اثرات

انسانی زندگی کا آغاز فرد سے ہوتا ہے۔ اگر فرد کا کردار درست ہو جائے تو معاشرہ خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ انفرادی زندگی کی اخلاقی تربیت کے لیے ایک مکمل نصاب ہے۔

صداقت اور امانت: نفسانی سکون کی کنجی

آج کے دور میں جھوٹ اور دھوکہ دہائی نے انفرادی ذہنی سکون چھین لیا ہے۔ انسان جھوٹ بول کر اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے جس کا نتیجہ ذہنی دباؤ اور بے چینی کی صورت میں نکلتا ہے۔ جدید نفسیات بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ

جھوٹ بولنے والا انسان ہمیشہ دباؤ کا شکار رہتا ہے کیونکہ اسے ہر وقت اپنے جھوٹ کو چھپانے کی فکر رہتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مبعوث ہونے سے پہلے ہی "الصادق الامین" کا لقب پالیا تھا۔ مکہ کے مشرکین بھی آپ ﷺ کی سچائی اور امانت کے معترف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے کچھ ہو نہ جائے، تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "اللہ ہرگز آپ کو رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ رشتہ داروں سے تعلق جوڑتے ہیں، سچ بولتے ہیں، امانت ادا کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی مدد کرتے ہیں۔"[6]

آپ ﷺ نے فرمایا:

[6] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج1، ص18

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 30, 2026

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا [7]

"تمہیں سچائی اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ اور انسان مسلسل سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اس کا نام صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف۔ اور انسان مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اس کا نام جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

فتحِ مکہ کے موقع پر جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے مشرکینِ مکہ سے پوچھا: "تمہارا کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟" انہوں نے کہا: "آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "آج تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔" [8]

یہ سچائی اور عفو و درگزر کی ایسی مثال ہے جو پوری انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیرت سے ماخوذ یہ اخلاقی قدر آج کے انسان کو ذہنی انتشار سے بچاتی ہے۔ سچا انسان ہمیشہ بے خوف اور پر سکون رہتا ہے کیونکہ اسے اپنے ماضی کے جھوٹ چھپانے کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات میں سچائی کو اپنائے، چاہے اسے اس کا کوئی بھی نقصان کیوں نہ ہو، کیونکہ سچائی ہی وہ واحد راستہ ہے جو انسان کو ذہنی سکون اور اللہ کی رضا تک پہنچاتا ہے۔

صبر و ضبط اور حوصلہ: مشکلات کا مقابلہ

انسانی زندگی امتحانات کا نام ہے۔ جدید نفسیات (Modern Psychology) "Resilience" (بازگشت کی صلاحیت) کی بات کرتی ہے، لیکن سیرتِ نبوی ﷺ نے 1400 سال پہلے "صبر" کی اخلاقی قدر سکھا کر اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔

اس کی بہترین مثال طائف کا واقعہ ہے۔ جب آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے آپ ﷺ کو ستایا، تو آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے۔ طائف کے سرداروں نے آپ ﷺ کو نہ صرف دعوتِ اسلام قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ بچوں اور غلاموں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ﷺ کو پتھر مارتے رہے۔ آپ ﷺ کے مبارک پاؤں سے خون بہنے لگا۔ اس مشکل وقت میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا: "اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دو پہاڑ گرا دوں۔" لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

[7] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص2255

[8] عبدالملک بن ہشام حمیری، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفیٰ سقا، مکتبہ محمد علی صبیح، قاہرہ، ۱۳۷۵ھ، ج۲، ص۴۲۰

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

"نہیں، بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے۔"[9]

یہ اخلاقی قدر انسان کو مایوسی، خودکشی اور جذباتی ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رکھتی ہے۔ انسان مشکل حالات میں بھی اللہ کی رضا پر راضی رہ کر ذہنی مضبوطی حاصل کرتا ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ مشکلات میں صبر سے کام لے، بددعا کے بجائے دعا کرے، اور اللہ کی حکمت پر بھروسہ رکھے۔

تواضع اور انکساری: نفس کی تربیت

تکبر اور غرور آج کی انسانی تباہی کی بنیادی وجہ ہیں۔ چاہے وہ فرد ہو یا قوم۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًاۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا[10]

"اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو، بے شک تو زمین کو ہرگز نہیں پھاڑ سکتا اور نہ قد میں پہاڑوں تک پہنچ سکتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ فاتحِ مکہ کے دن بھی سرِ مبارک کو اللہ کے سامنے جھکائے رکھا۔ آپ ﷺ غریبوں کے ساتھ بیٹھتے، یتیموں کا سر پیارتے اور غلاموں کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! کوئی شخص مجھ سے زیادہ بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اس بات سے کہ تم اپنے بھائی کو اس نظر سے دیکھو جس سے تم اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔"[11]

انکساری انسان کو معاشرے میں مقبول بناتی ہے۔ متکبر انسان جہاں نفرت کا شکار ہوتا ہے، وہیں متواضع انسان دلوں پر راج کرتا ہے۔ یہ قدر انسان کے اندر سے خود پسندی کا خاتمہ کرتی ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی کامیابیوں پر مغرور نہ ہو بلکہ اللہ کا شکر ادا کرے اور دوسروں کے ساتھ انکساری سے پیش آئے۔

خاندانی زندگی پر اخلاقی اقدار کے اثرات

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ آج مغربی تہذیب اور مادی دوڑ نے خاندانی نظام کو تباہ کر دیا ہے۔ طلاق کی شرح میں بے پناہ اضافہ، بچوں کی نفسیاتی پریشانیوں اور میاں بیوی کے درمیان عدم اعتماد نے گھروں کو جہنم بنا دیا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ خاندانی اخلاقیات کا بہترین نمونہ ہے۔

[9] عبدالملک بن ہشام حمیری، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفی سقا، مکتبہ محمد علی صبیح، قاہرہ، 1375ھ، ج1، ص423

[10] بنی اسرائیل: 37

[11] مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج4، ص2015

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

ازواج مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک

آپ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي [12]

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"

آپ ﷺ گھریلو کاموں میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹاتے، ان سے مشورہ فرماتے، ان کے جذبات کا خیال رکھتے اور ان سے محبت کا اظہار فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول رہتے، جب نماز کا وقت آتا تو وضو فرماتے۔"[13]

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"[14]

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے مردوں کو سکھایا کہ گھر کا سربراہ ہونا "ڈکٹیٹر" بننا نہیں بلکہ خاندان کا خادم بننا ہے۔ سیرت کا یہ پہلو آج کے مردوں کے لیے پیغام ہے کہ گھر کا سربراہ ہونا "ڈکٹیٹر" بننا نہیں بلکہ خاندان کا خادم بننا ہے۔ اس سے گھروں میں محبت، اعتماد اور سکون لوٹ آئے گا اور بچوں کی نفسیاتی تربیت بہترین انداز میں ہوگی۔

آج کے مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کریں، ان کی رائے کا احترام کریں، اور گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔

بچوں سے شفقت اور ان کی نفسیات کا خیال

ایک دفعہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: "میرے دس بچے ہیں، میں نے آج تک کسی کو نہیں چوما۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ [15]

"جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

[12] محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، دار الفکر، بیروت، 1418ھ، ج5، ص695
[13] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج1، ص195
[14] محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، دار الفکر، بیروت، 1418ھ، ج5، ص695
[15] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص2215

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 30, 2026

آپ ﷺ بچوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو حضرت امام حسنؓ یا حضرت امام حسینؓ آپ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے، تو آپ ﷺ سجدہ لمبا فرما دیتے تاکہ بچے اپنی مرضی سے اتر جائیں۔[16]

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ بچوں کی نفسیات کو سمجھتے تھے اور ان کی خواہشات کا خیال رکھتے تھے۔

آج کے دور میں بچوں کو مادی چیزیں تو دی جا رہی ہیں لیکن انہیں وقت، شفقت اور اخلاقی تربیت نہیں دی جا رہی۔ سیرت کا یہ اصول بتاتا ہے کہ بچوں کی اخلاقی تربیت ان سے محبت اور ان کی نفسیات کو سمجھ کر ہی کی جا سکتی ہے۔ آج کے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو وقت دیں، ان سے محبت کا اظہار کریں، اور ان کی تربیت شفقت اور پیار سے کریں، نہ کہ سختی اور مار پیٹ سے۔

والدین اور رشتہ داروں کے حقوق

صلہ رحمی اور والدین کی خدمت ایسی اخلاقی اقدار ہیں جنہیں سیرتِ نبوی ﷺ نے عبادت کا درجہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ [17]

"جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر میں برکت دی جائے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑنے میں عمر میں برکت دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ خود اپنی خالہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی بہت خدمت فرماتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

اس اخلاقی قدر کے اپنانے سے اولڈ ہومز (Old Homes) کا کلچر ختم ہو جائے گا، بوڑھے ماں باپ عزت کی زندگی گزاریں گے اور خاندانی نظام دوبارہ مضبوط ہو گا۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کرے، رشتہ داروں سے تعلق جوڑے، اور ان کے حقوق ادا کرے۔

معاشرتی زندگی اور معاشرتی ہم آہنگی پر اثرات

معاشرے میں جب تک باہمی ہم آہنگی، ہمدردی اور ایثار کی اقدار زندہ رہتی ہیں، وہ معاشرہ فلاح کا نام بن جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کی ریاست اس کی بہترین عملی مثال تھی۔

[16] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج1، ص55

[17] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص2210

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

ایثار اور بھائی چارہ

مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین جب مدینہ پہنچے تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ انصارِ مدینہ نے نہ صرف انہیں اپنے گھروں میں جگہ دی بلکہ اپنی جائیداد آدھی آدھی تقسیم کر دی۔ سیرت کا یہ واقعہ (مؤاخات) انسانی تاریخ میں ایثار کی بلند ترین مثال ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جب مدینہ آئے تو حضرت سعد بن ربیعؓ نے ان سے کہا: "میں انصار کا سب سے زیادہ مال والا ہوں، اپنا آدھا مال تمہیں دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں، ان میں سے ایک کو طلاق دے کر تم سے نکاح کر دیتا ہوں۔" حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا: "اللہ تمہیں تمہارے مال اور اہل میں برکت دے، مجھے تو بس بازار کا راستہ دکھا دو۔"[18]

پھر حضرت عبدالرحمنؓ نے تجارت شروع کی اور اتنا مالدار ہو گئے کہ ان کا ایک قافلہ اتنا بڑا تھا کہ مدینہ کی گلیاں اس سے بھر گئیں۔

آج کے سرمایہ دارانہ معاشرے میں جہاں امیر اور غریب کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے، سیرت کا یہ اصول "ویلفیئر اسٹیٹ" کا بہترین ماڈل ہے۔ اس سے معاشرے سے حسد، بغاوت اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو گا۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرے، ان کے ساتھ ایثار سے کام لے، اور معاشرے میں بھائی چارہ قائم کرے۔

ہمسایوں کے حقوق

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ [19]

"جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے بارے میں مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے (ہمسائے کو) میرا وارث بنا دیں گے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لانے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" آپ ﷺ خود اپنے ہمسایوں کا بہت خیال رکھتے تھے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ایک دفعہ ایک یہودی آپ ﷺ کا ہمسایہ تھا، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب وہ بیمار ہوا۔[20]

[18] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج3، ص1425

[19] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص2265

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

جدید شہروں میں جہاں پڑوسی ایک دوسرے کا نام تک نہیں جانتے، سیرت کا یہ اخلاقی درس معاشرتی ٹوٹ پھوٹ کو جوڑنے، جرائم کی شرح کم کرنے اور انسانی ہمدردی کو زندہ رکھنے کے لیے ناگزیر ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرے، ان سے اچھا سلوک کرے، اور ان کی مدد کرے۔

غیبت، تہمت اور عیب جوئی سے اجتناب

قرآن نے غیبت کو مردار گوشت کھانے سے تشبیہ دی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ [21]

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں، اور عیب جوئی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے؟ تم تو اسے ناپسند کرتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

سیرتِ نبوی ﷺ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آپ ﷺ کبھی کسی کے عیب نہیں تلاش کرتے تھے بلکہ لوگوں کی خامیوں کو چھپاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔"[22]

سوشل میڈیا کے اس دور میں جہاں ٹرولنگ، سائبر بلنگ اور عیب جوئی عام ہے، یہ اخلاقی قدر معاشرے کو ذہنی اور سماجی طور پر محفوظ بنانے کے لیے اکسیر کا کام کرے گی۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ غیبت، تہمت اور عیب جوئی سے بچے، اور دوسروں کے عیبوں کو چھپائے۔

سیاسی اور انتظامی زندگی پر اثرات

سیاست اور اقتدار آج کل مکر، فریب، کرپشن اور عوام کے خون پسینے کی کمائی کو لوٹنے کا نام بن چکا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ نے سیاست کو "خدمتِ خلق" اور "اقامۂ عدل" کا نام دیا۔

عدل و انصاف: ریاست کی بنیاد

آپ ﷺ نے فرمایا:

[20] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج2، ص505

[21] الحجرات: 12

[22] مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج4، ص2075

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 30, 2026

إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ [23]

حدیث کا مفہوم کہ اللہ اس دین کی مدد ایسے فاجر سے بھی کرتا ہے جو انصاف کرتا ہے۔

ایک دفعہ مخزوم خاندان کی ایک عورت نے چوری کی۔ اس کی سزا معاف کرانے کے لیے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھیجا گیا۔ آپ ﷺ نے سختی سے فرمایا:

إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ [24]

"تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے، اور جب کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے۔"

آج کے کرپٹ نظامِ انصاف کے لیے یہ سب سے بڑا اخلاقی پیغام ہے۔ قانون کی نظر میں امیر اور غریب، حاکم اور محکوم سب برابر ہوں گے تو معاشرے سے ظلم، ناانصافی اور انقلاب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آج کے حکمرانوں اور عدالتوں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے اس اصول کو اپنائیں اور عدل و انصاف کو قائم کریں۔

میثاقِ مدینہ اور رواداری

مدینہ منورہ میں یہودیوں، مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان جو میثاقِ مدینہ طے پایا، وہ دنیا کا پہلا آئین تھا جس میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی اور جان و مال کے حقوق کو محفوظ کیا گیا۔

اس میثاق میں یہودیوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی، ان کی عبادت گاہوں کا احترام کیا گیا، اور ان کے جان و مال کا تحفظ کیا گیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام اقلیتوں کے حقوق کا امین ہے۔

آج کے دور میں جہاں مذہبی بنیادوں پر نسل کشی اور امتیازی سلوک روا رکھا جا رہا ہے، سیرت کا یہ اخلاقی اور سیاسی اصول "گلوبل ولج (Global Village) " میں امن، رواداری اور انسانی حقوق کے قیام کے لیے ایک مکمل منشور ہے۔ آج کے حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے اس اصول کو اپنائیں اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔

فتح مکہ اور عام معافی

جب آپ ﷺ 10 ہزار کے لشکر کے ساتھ فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے تو ان لوگوں کے سامنے تھے جنہوں نے آپ پر پتھر پھینکے، آپ کے چچا کو شہید کیا، آپ کے دانتِ مبارک شہید کیے۔

[23] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج3، ص1105

[24] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج3، ص1295

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ [25]

"جاؤ، تم سب آزاد ہو۔"

یہ انتقام اور بدلے کی نہیں بلکہ عفو ودر گزر کی اخلاقی قدر ہے۔ آج کے دنیا بھر کے سیاسی تنازعات، دہشت گردی اور انتقامی کارروائیوں کا حل صرف اور صرف "عفو ودر گزر" اور "مصالحت" میں پوشیدہ ہے۔ آج کے حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے اس اصول کو اپنائیں اور عفو ودر گزر سے کام لیں۔

اقتصادی اور تجارتی زندگی پر اثرات

جدید کیپیٹلزم (سرمایہ دارانہ نظام) نے منافع خوری، سود، احتکار اور استحصال کو معیشت کا حصہ بنا لیا ہے۔ اس کے نتیجے میں عالمی معاشی عدم توازن، غربت اور بھوک بے روزگاری جنم لے رہی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ معاشی اخلاقیات کا ایک ایسا نظام پیش کرتی ہے جو فلاحی معیشت کی ضامن ہے۔

تجارت میں دیانت داری اور پیمائش میں احتیاط

آپ ﷺ خود تجارت کرتے تھے اور انتہائی دیانت دار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ [26]

"سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا۔"

آپ ﷺ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو قرآن کی سخت وعید سے آگاہ کیا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ * الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ * وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ [27]

"تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو جب لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

اگر آج کے تاجر اور کاروباری ادارے سیرت کے ان اخلاقی اصولوں کو اپنالیں تو مصنوعی مہنگائی، ملاوٹ، اور صارفین کا استحصال ختم ہو جائے گا۔ معیشت میں برکت آئے گی اور حلال کمائی سے معاشرے کی روحانی اور مادی ترقی ہوگی۔ آج کے تاجروں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے ان اصولوں کو اپنائیں اور دیانت داری سے تجارت کریں۔

[25] عبدالملک بن ہشام حمیری، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفی سقا، مکتبہ محمد علی صبیح، قاہرہ، 1375ھ، ج2، ص420

[26] محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، دار الفکر، بیروت، 1418ھ، ج3، ص525

[27] المطففین: 1-3

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 30, 2026

سود کی ممانعت اور زکوۃ وصدقات کا نظام

سیرتِ نبوی ﷺ نے سود کو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ قرار دیا۔ قرآن مجید میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ [28]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔"

اس کے مقابلے میں زکوۃ اور صدقات کا ایسا نظام دیا جس میں دولت کا ارتکاز رک جاتا ہے۔

آج کی عالمی معیشت قرضوں کے بوجھ تلے دب چکی ہے۔ سیرت کا یہ معاشی اخلاق اگر لاگو ہو جائے تو غربت کا خاتمہ ممکن ہے۔ دولت اوپر سے نیچے کی طرف کے بجائے نیچے سے اوپر کی طرف فلاحی انداز میں تقسیم ہوگی۔ آج کے مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے اس معاشی نظام کو اپنائیں اور سود کے خاتمے کی کوشش کریں۔

ماحولیاتی اخلاقیات اور جانوروں کے حقوق

آج کا انسان ماحولیاتی تبدیلی، گلوبل وارمنگ اور جنگلات کی کٹائی کا ذمہ دار ہے۔ اس نے فطرت کے ساتھ جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں ماحولیاتی اخلاقیات کا ایک شاندار تصور ملتا ہے۔

درخت لگانا اور زمین کی آبادکاری

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ [29]

"کوئی بھی مسلمان اگر کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھائے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔"

یہ اخلاقی درس آج کے ماحولیاتی بحران کا بہترین حل ہے۔ درخت لگانا اور فطرت کا تحفظ محض سائنسی ضرورت نہیں بلکہ ایک عظیم اخلاقی اور دینی فریضہ ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ درخت لگائے، فطرت کا تحفظ کرے، اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کی کوشش کرے۔

[28] البقرہ: 278-279

[29] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج2، ص865

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

جانوروں پر رحم اوران کے حقوق

ایک دفعہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک اونٹ بھوک اور تھکاوٹ سے بے حال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان بے زبان جانوروں سے ڈرو جب ان کی پیٹھ پر سوار ہو۔" ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ایک چڑیا کے بچے واپس رکھنے کا حکم دیا جنہیں ایک صحابی نے چن لیا تھا۔[30]

عالمی امن اور بین المذاہب ہم آہنگی پر اثرات

آج دنیا جوہری تباہی، دہشت گردی اور "اسلاموفوبیا" کا شکار ہے۔ مغرب اور مشرق کے درمیان عدم اعتماد کی فضا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ بین المذاہب ہم آہنگی اور عالمی امن کا ایسا لائحہ عمل پیش کرتی ہے جو اقوام متحدہ کے چارٹر سے بھی زیادہ مؤثر اور انسانی حقوق کا امین ہے۔

معاہدہ حدیبیہ اور امن کی کوشش

حدیبیہ کا صلح نامہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ آپ ﷺ نے جنگ کے بجائے صلح کو ترجیح دی تاکہ انسانی خون ریزی رکے اور بات چیت کا کلچر پروان چڑھے۔

آج کے بین الاقوامی تنازعات (جیسے کشمیر، فلسطین، یوکرین) کا حل جنگوں میں نہیں بلکہ سیرت کے اس اخلاقی اصول "مفاہمت اور مذاکرات" میں پوشیدہ ہے۔ آج کے عالمی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ سیرت کے اس اصول کو اپنائیں اور امن کی کوشش کریں۔

وفدِ نجران اور عبادت گاہوں کا احترام

جب نجران کا عیسائی وفد مدینہ آیا تو آپ ﷺ نے نہ صرف ان کا پرتپاک استقبال کیا بلکہ انہیں اپنی مسجدِ نبوی میں اپنی چادر بچھا کر عبادت کرنے کی اجازت دی۔[31]

یہ عمل آج کے مذہبی انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ سیرت کا یہ اخلاقی اصول بتاتا ہے کہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام، ان کی جان ومال کا تحفظ اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک ہی عالمی امن کی ضمانت ہے۔ آج کے انسان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مذاہب کا احترام کرے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

[30] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص2270

[31] عبدالملک بن ہشام حمیری، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفی سقا، مکتبہ محمد علی صبیح، قاہرہ، 1375ھ، ج2، ص230

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

جدید دور کی مشکلات اور سیرتِ نبوی ﷺ کا حل

اگر ہم غور کریں تو آج انسان جس بھی بحران کا شکار ہے، اس کی جڑیں اخلاقی بگاڑ میں ہیں:

- ذہنی امراض اور ڈپریشن: اللہ سے تعلق اور صبر و شکر کی اخلاقی قدر سے ختم ہوں گے۔
- خاندانی ٹوٹ پھوٹ: ایثار، محبت اور حقوقِ العباد کی ادائیگی سے ختم ہو گی۔
- معاشی عدم توازن: حلال کمائی، زکوٰۃ اور سود کے خاتمے سے دور ہو گا۔
- ماحولیاتی تباہی: فطرت کے ساتھ رحم دلی اور اسراف سے بچنے سے رکے گی۔
- دہشت گردی اور انتہا پسندی: عفو و درگزر، رواداری اور عدل و انصاف سے ختم ہو گی۔

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم محض تاریخ کا ایک باب نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اخلاقی اقدار وہ بنیاد ہیں جن پر انسانی زندگی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک انسان انفرادی سطح پر سچائی، امانت، صبر اور انکساری کو اپنائے گا نہیں، اور معاشرتی سطح پر ایثار، ہمدردی، عدل اور رواداری کو فروغ نہیں دے گا، کوئی بھی انسانی قانون، کوئی بھی سائنسی ترقی اور کوئی بھی مادی وسائل اسے سکون، خوشحالی اور امن نہیں دے سکتے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ ﷺ کا محض نظریاتی مطالعہ نہ کریں بلکہ اسے اپنی انفرادی، خاندانی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی زندگی کا حصہ بنائیں۔ ہمیں اپنے گھروں، تعلیمی اداروں، اور میڈیا کے ذریعے ان اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنا ہوگا۔ کیونکہ جس دن ہم نے سیرتِ نبوی ﷺ کو اپنی زندگی کا طرزِ عمل بنالیا، اس دن نہ صرف ہماری ذات بلکہ پوری انسانیت کے لیے امن، سکون اور فلاح کے در کھل جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [32]

"بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ اور روزِ آخرت کا امیدوار ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔"

خلاصہ

یہ آرٹیکل سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخلاقی اقدار کے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثرات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ صداقت، امانت، صبر، تواضع، عدل، رحمت، ایثار اور عفو و درگزر جیسی اخلاقی اقدار فرد کی کردار سازی، باطنی اصلاح اور ذہنی سکون میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

[32] الاحزاب:21

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
September 30, 2026

سیرتِ طیبہ ﷺ کے عملی نمونے یہ واضح کرتے ہیں کہ اخلاقی تربیت صرف انفرادی کردار تک محدود نہیں بلکہ خاندانی استحکام، معاشرتی ہم آہنگی، باہمی احترام اور حقوقِ انسانی کے تحفظ کا مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ میثاقِ مدینہ، صلحِ حدیبیہ اور فتحِ مکہ جیسے واقعات عدل، رواداری، مفاہمت، عفو و درگزر اور ذمہ دار قیادت کے نمایاں نمونے پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح سیرتِ نبوی ﷺ میں تجارت، معاشی معاملات، زکوٰۃ و صدقات، ماحولیاتی تحفظ اور جانوروں کے حقوق سے متعلق اخلاقی اصول ایک متوازن اور فلاحی معاشرتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ تحقیق اس امر کی نشان دہی کرتی ہے کہ عصرِ حاضر کے ذہنی اضطراب، خاندانی انتشار، معاشرتی بے اعتدالی، معاشی ناانصافی اور باہمی عدم برداشت جیسے مسائل کے حل میں نبوی اخلاقیات مؤثر رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ مقالہ اس نتیجے تک پہنچتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ انسانی زندگی کی انفرادی، خاندانی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور ماحولیاتی اصلاح کے لیے ایک جامع اخلاقی نظام پیش کرتی ہے۔ ان اخلاقی اقدار کو عملی زندگی میں نافذ کرنے سے انسانی وقار، باہمی اعتماد، امن، سکون اور اجتماعی فلاح کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

CC BY